OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
http://www.arjish.com

"A comparative study of the Points of Agreements between Tafsir Habibi (Maulana Habib ur Rahman) & Tafsir Al –Manaar (Allama Rashid Raza) in the first two rukoo of the second Para of Quran Majeed"

تفسیرِ حبیبی(مولانا حبیب الرحمٰنؒ) اور تفسیر المنار(علامہ رشید رضاؒ)کے پارہ دوم (پہلے دو رکوعات) کے مابین موافقات

Zain Ullah Jan
M.Phil Scholar Department of Islamic Studies AWKU Mardan
Email : zainullahjan515@gmail.com

Received on: 20-10-2025 Accepted on: 11-11-2025

Abstract

This research presents a comparative study of the points of agreement between Tafsir Habibi by Maulana Habib Ur Rahman and Tafsir Al Manaar by Allama Rashid Razaa, with particular focus on the first two rukūʿs of the second Juzʾ of the Holy Qurʾān. The study aims to identify and analyze the areas in which the two exegetical works converge in their interpretation, explanation, and understanding of the Qurʾānic verses. Although the two scholars belonged to different intellectual and scholarly contexts, their works demonstrate significant similarities in several aspects of Qurʾānic interpretation. The research examines these agreements in relation to the explanation of Qurʾānic vocabulary and expressions, clarification of meanings, interpretation of legal and theological issues, identification of moral and social guidance, and the elucidation of the broader objectives of the Qurʾānic discourse. The study also highlights the methodological features reflected in these areas of agreement and demonstrates how both exegetes sought to understand the Qurʾān in the light of its context, linguistic implications, Prophetic guidance, and the practical requirements of Muslim society. Through a comparative and analytical approach, the research establishes that the similarities between the two Tafsīrs are not merely incidental but reflect a considerable degree of convergence in their interpretation of the selected portion of the Qurʾān. The study therefore contributes to a better understanding of the exegetical approaches of Maulana Habib Ur Rahman and Allama Rashid Razaa and provides a basis for further comparative research on their respective works.

Keywords: Agreements , tafsir Habibi, tafsir Manaar, Part II, first two Rukoo's

تفسیرِ حبیبی کا تعارف

یہ تفسیر مفسر مولانا حبیب الرحمٰن کے نام کی طرف منسوب ہو کر تفسیرِ حبیبی کہلاتا ہے ، یہ تفسیر پشتو زبان میں ہے، ہر پارہ کی تفسیر ایک جلد میں کی گئی ہے ، ہر جلددو ڈھائی سو صفحات پر مشتمل ہے، تفسیر پر تفسیرِ منار کا رنگ غالب ہے، خود مفسر اپنی تفسیر کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

> خلاصہ یہ ہوا کہ قرآن اور قرآن کی وہ تفسیر پڑھنی چاہیے جو قرآن کے بلند پایہ مقاصد سے ہمیں دور نہ ہٹائے۔ قرآن سے نفس کی پاکی اور عقل کی روشنی حاصل کرنی چاہیے۔ بے بنیاد روایات اور اسرائیلی روایات جو گڑھی گئی ہیں کو کیوں تفسیر میں درج کیا جائے؟ یہ مقصد مجھے سید محمد رشید رضا کی ''تفسیرِ منار'' میں معلوم ہوا۔۔ میں نے ان کی تفسیر کا مطالعہ کرکے یہ بہتر سمجھا کہ اس تفسیر کے بعض مضامین جو کہ بہت اہم ہیں اور پشتون طبقے کو اس کی اشد ضرورت ہے ان کو پشتو میں ترجمہ کر دوں اور ایک ایک پارہ کرکے چھاپ دوں[i]''

صاحبِ تفسیر کا تعارف

مفسر کا نام حبیب الرحمن تھا، اور اپنے خاندان میں باچا گل اور علاقے میں کوترپان[ii] استاد کے نام سے مشہور تھے۔ ان کے والد محترم کا نام مولانا محمود الحسن اور دادا کا نام مولانا اصلت خان تھا۔ یہ حسن زئی قبیلے کی شاخ خان خیل سے تعلق رکھتے تھے اور کوترپان میں خان خیل/ باچا خیل خاندان سے وابستہ تھے[iii]۔

مفسر مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سنہ1900ء میں کوترپان، تحصیلِ رستم میں پیدا ہوئے، سنہ1912ء میں، جب مولانا حبیب الرحمن کی عمر بارہ سال تھی، ان کے والد محترم نے انہیں دارالعلوم دیوبند بھیجا۔ وہاں سے انہوں نے سنہ1920ء میں مولانا انور شاہ کشمیری

سے دورۂ حدیث مکمل کیا۔ تصنیف، جہاد، تبلیغ، وعظ و خطابت اور سیاست میں بھر پور حصہ لیا اور ہر میدان میں اپنی مہارت کا لوہا منوالیا۔ ؁1979ء میں انتقال کر گئے۔

تفسیرِ منار اور مفسر کا تعارف

تفسیر منار علامہ رشید رضا مصری کی تفسیر ہے، یہ تفسیر ۱۲ جلدوں میں الهيئة المصرية العامة للكتاب سے ؁۱۹۹۰ء میں منظرِ عام پر آئی ہے محمد رشید رضا کا پورا نام محمد رشید بن علی رضا بن محمد شمس الدین بن سید بہاء الدین تھا۔ آپ 27 جمادی الاولیٰ 1282ھ بمطابق 1865ء کو شام کے ایک گاؤں ''قلمون'' میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ''طرابلس'' کی مدرسہ رشیدیہ میں ترک زبان میں حاصل کی۔ابتداء میں امام غزالیؒ کی کتاب ''احیاء العلوم'' کے مطالعے کی وجہ سے تصوف کی طرف مائل تھے، لیکن بعد میں جمال الدین افغانی اور محمد عبدہ کے افکار سے متأثر ہوئے۔ آپ کے مشہور اساتذہ میں شیخ حسین اور مفتی محمد عبدہ کے نام نمایاں ہیں، کیونکہ ان دونوں کا آپ کی زندگی پر گہرا اثر تھا۔ آپ جمال الدین افغانی سے بھی متاثر تھے اور ان کی وفات کے بعد (؁1314ھ میں) آپ مصر منتقل ہو گئے تاکہ شیخ محمد عبدہ سے استفادہ کر سکیں۔ 13 جمادی الاولیٰ ؁1354ھ بمطابق ؁1935ء کو آپ کا انتقال ہوا اور آپ کو اپنے استاد محمد عبدہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

تفسیرِ حبیبی کا تفسیر المنار سے تأثر

جیسا کہ تفسیرِ حبیبی کے مقدمے کے حوالے سے گزرا ، تفسیرِ حبیبی تفسیر المنار کا رنگ لیے ہوئے ہے،بعض عبارات تو دونوں کی ایسی ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تفسیرِ منار کا ترجمہ کیا گیا ہے جبکہ بعض مواضع میں صرف الفاظ میں اختلاف ہے ، دونوں کا مفہوم ایک ہی بنتا ہے۔

منہجِ تحقیق

ذیل میں صرف پارہ دوم کے پہلے دو رکوع کے حوالے سے دونوں تفسیروں میں یکسانیت کا جائزہ لیا گیا ہے، تفسیرِ حبیبی کا متن چونکہ پشتو زبان میں ہے جو کہ مقامی زبان ہے لہذا افادۂ عام کے لیے اس کا اردو ترجمہ نقل کیا گیا۔ اردو ترجمہ راقم الحروف کے ایم فل مقالہ جو جامعہ عبد الولی خان کے شعبہ علومِ اسلامیہ سے سال ؁2023ء – ؁2024ء میں ڈاکٹر محمد زکریا صاحب کی نگرانی میں مکمل کیا گیا تھا، سے لیا گیا اور اس کے مقابل تفسیر المنار کی عربی عبارت لکھی گئی تاکہ قارئین کے لیے دونوں کا موازنہ آسان ہو اور وہ خود فیصلہ کرلیں کہ مفسر اپنی کوشش میں کس حد تک کامیاب واقع ہوئے ہیں۔

	تفسیرِ منار	تفسیرِ حبیبی
1	**تحویلِ قبلہ کے حکم سے پہلے ہی لوگوں کے اعتراضات سے آگاہی اس لیے دی گئی کہ مسلمان تیار رہیں**	
	وفائدة تقديم الإخبار توطين النفس وإعداد الجواب	اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو پہلے سے ہی ان بے وقوفوں کے اعتراضات سے آگاہ فرمایا تا کہ تیار رہیں۔
2	**اعتراضات والی آیات تحویلِ قبلہ کے حکم والی آیات سے پہلے نازل ہوئی تھیں**	
	وقد ابتدأ الكلام في هذه المسألة ببيان ما يقع من اعتراض اليهود وغيرهم على التحويل وإخبار الله نبيه والمؤمنين به قبل وقوعه	اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت تحویل قبلہ کے حکم سے پہلے نازل ہوا ہے، اس میں مستقبل کی پیشن گوئی ہے
3	**جہات میں بالذات کوئی فضیلت نہیں**	
	إن الجهات كلها لله تعالى لا فضل لجهة منها بذاتها على جهة، وإن لله أن يخصص منها ما شاء فيجعله قبلة لمن يشاء	اطراف بالذات ایک دوسرے پر کوئی فضیلت نہیں رکھتے، یہ تو اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے کہ جس طرف کو چاہے، فضیلت دے دے
	فعلم أن نسبة الجهات كلها إلى الله تعالى واحدة، وأن العبرة في التوجه إليه سبحانه بالقلوب، واتباع وحيه في توجه الوجوه	مقصد دلوں کا اللہ تعالیٰ کی طرف پھیرنا ہے اور جس طرف منہ پھیرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نےدیا ہے ، اس کی اطاعت کرنی ہے
4	**دیگر مذاہب کے لوگ جسم و روح کا خیال رکھنے میں افراط و تفریط کے شکار ہیں جبکہ مسلمان اعتدال کی راہ پر گامزن ہیں**	
	ذلك أن الناس كانوا قبل ظهور الإسلام على قسمين: قسم تقضي عليه تقاليده بالمادية المحضة، فلا هم له إلا الحظوظ الجسدية كاليهود والمشركين، وقسم تحكم عليه تقاليده بالروحانية الخالصة وترك الدنيا وما فيها من اللذات الجسمانية، كالنصارى والصابئين وطوائف من وثنيي الهند أصحاب الرياضات.وأما الأمة الإسلامية فقد جمع الله لها في دينها بين الحقين: حق الروح، وحق الجسد، فهي روحانية جسمانية، وإن شئت قلت إنه أعطاها جميع حقوق الإنسانية، فإن الإنسان جسم وروح	اسلام سے پہلے دو قسم کے لوگ تھے۔ ایک فریق صرف جسمانی لذتوں سے لطف اندوز ہونے میں منہمک تھے جیسے یہود اور مشرکین اور دوسرا فریق وہ تھا جس نے دنیا کو مکمل طور پر ترک کردیا تھا اور روح کی پاکیزگی میں مصروف تھے جیسا کہ عیسائی اور جوگی، یہ دونوں افراط و تفریط میں مبتلا تھے، اسلام معتدل دین نے یہ حکم دیا کہ جسم اور روح دونوں کا خیال رکھنا چاہیے، اسی کو ہدایت کہتے ہیں۔
	فعلينا أن نتخلص منه بالتخلي عن جميع اللذات الجسمانية وتعذيب الجسد، وهضم حقوق النفس وحرمانها من جميع ما أعده الله لها في هذه الحياة، تشهدون عليهم بأنهم خرجوا عن جادة الاعتدال، وجنوا على أرواحهم بجنايتهم على أجسادهم وقواها الحيوية، تشهدون على هؤلاء وهؤلاء، وتسبقون الأمم كلها باعتدالكم وتوسطكم في الأمور كلها، ذلك بأن ما هديتم إليه هو الكمال الإنساني الذي ليس بعده كمال ; لأن صاحبه يعطي	مسلمان ایسی کامل زندگی گزاریں گے کہ جسمانی لذتوں میں مبتلا لوگوں سے کہیں گے کہ بے وقوفو! تم نے کیوں صرف دنیوی زندگی کو اپنا مطمح نظر بنا رکھا ہے؟ روح کی پاکیزگی پر بھی دھیان دو اور صرف روحانی ریاضتوں کو محور بنانے والے لوگوں سے کہیں گے کہ تم صرف تزکیہ روح میں لگے ہوئے ہو ، جسم کے حقوق کیوں ادا نہیں کرتے؟ گویا مسلمان کامل انسان ہوں گے ، یہ حقوق اللہ کے

	كل ذي حق حقه، يؤدي حقوق ربه، وحقوق نفسه، وحقوق جسمه، وحقوق ذوي القربى، وحقوق سائر الناس	ساتھ ساتھ بدن کے حقوق اور رشتہ داروں کے حقوق کی بھی پاسداری کریں گے
5	**مسلمانوں کو پہلے سے مخالفین کے اعتراضات سے آگاہی دینے میں ایک حکمت یہ پوشیدہ تھی کہ ان کے ایمان میں تزلزل نہ آنے پائے**	
	وجملة القول أن إعلام الله رسوله والمؤمنين بما سيكون من الكافرين والمنافقين وتلقينه إياهم الحجة، وإنزالهم منزلة الشهداء والمحكمين، ثم تبيينه لهم حكمة التحويل، كان مؤيدا ومسددا لهم، ونورا يسعى بين أيديهم في ظلمة تلك الفتنة المدلهمة... فلا يليق بها أن تبالي بانتقاد السفهاء المذبذبين بين الإفراط والتفريط	مسلمانوں کو پہلے سے اس وجہ سے خبردار کیا جارہا ہے کہ ان کے دل میں مشرکوں، منافقوں اور یہودیوں کے اعتراضات کی وجہ سے ضعف پیدا نہ ہو جائے۔ احمقوں اور افراط و تفریط کرنے والوں کا معتدل اور دین کامل کے مقابلے میں اعتراض کی کیا حیثیت ہوگی؟
6	**تحویلِ قبلہ میں ایک حکمت یہ تھی کہ مسلمانوں اور منافقوں کے درمیان امتیاز آجائے**	
	وإنما الفتنة فيما ترتب على ذلك من حيث كونه صرفا عن قبلة إلى غيرها. فالسفهاء والجهال الذين لا يفقهون ينكرون هذا التحويل ويرونه أمرا إدا، والذين هداهم الله إلى فقه ذلك يرونه أمرا حكيما جدا... وقد علم المؤمنون في هذه الفتنة من هو الثابت على اتباع الرسول - صلى الله عليه وسلم - ومن هو المنافق الذي قلبته ريح الشبهة على عقبيه، وكان المنافقون مع المؤمنين بحيث لا يماز أحدهم من الآخر ; لقيامهم جميعا بأداء الأعمال الظاهرة المطلوبة	مدینہ میں منافق لوگ مسلمانوں کے ساتھ مخلوط زندگی گزارتے تھے اور مسلمانوں کو کوئی تمیز نہ تھی کہ کون پکا مسلمان ہے اور کون فریبی، تو اللہ تعالیٰ ﷻنے حکم دیا کہ تم بیت المقدس سے کعبہ کی طرف منہ پھیر لو تو منافقین اس حکم سے علیحدہ ہوگئے، انہوں نے کہا کہ یہ کیا بات ہوئی کہ سولہ سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھ لی اور اب کعبہ کی طرف منہ پھیرنا ہوگا؟ ہم یہ حکم تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اس سے مسلمان باخبر ہوئے کہ یہ منافق تو مسلمان نہیں ورنہ یہ اللہ تعالیٰﷻ کا حکم ماننے میں پس و پیش نہ کرتے
7	**وما كان الله ليضيع ايمانكم میں ایمان سے مراد دونوں مفسرین کے ہاں اصلِ ایمان ہے نہ کہ صلاۃ**	
	إن سياق الآية بل الآيات يدل على أن الإيمان هنا مستعمل في معناه، فإنه لما بين أمر الفتنة في تحويل القبلة وبين أن من الناس من ينقلب إلى الكفر ويترك الإيمان، ومنهم من يثبت على إيمانه عالما أن الاعتقاد في مثل مسألة القبلة على اتباع الرسول ; لأن الجهات في نفسها متساوية لا فضل لجهة منها على جهة، بشر هؤلاء المؤمنين المتبعين بأنهم يجزون على إيمانهم الجزاء الأوفى، فلا يضيع الله أجرهم، ولا يلتهم من ثباتهم على اتباع الرسول شيئا	پھر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی بیت المقدس کی طرف منہ پھیرنے کی مدت میں مرچکا ہو تو ان کا یہ یقین رائیگاں تو نہیں جائے گا، ان کے اس یقین کی وجہ سے ان کی نمازیں مقبول ہیں۔۔ محض تکلیف نہیں ہٹاتا بلکہ ویسے بھی رحم فرماتے ہیں تو ایسی بڑی ذات اور رسول اکرمﷺ کی تابعداری میں بیت المقدس کی طرف ادا کی گئی نمازیں کس طرح عبث جانے دے گا
8	**رسولِ اکرمﷺ طبعی طور پر خانہ کعبہ کو قبلہ بنائے جانے کے آرزو مند کیوں تھے؟**	
	ان النبي - صلى الله عليه وسلم - يتشوف لتحويل القبلة من بيت المقدس ويرجوه، بل قال (الجلال) : إنه كان ينتظره ; لأن الكعبة قبلة أبيه إبراهيم، والتوجه إليها أدعى إلى إيمان العرب ; أي: وعلى العرب المعول في ظهور هذا الدين العام ; لأنهم كانوا أكمل استعدادا له من جميع الأنام	حضورﷺ نے سولہ سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف نماز تو پڑھی لیکن دلی آرزو یہ تھی کہ اگر ان کا قبلہ بیت اللہ شریف مقرر کردیا جائے تو اچھا ہوگا کیوں کہ ایک تو یہ ان کےدادا حضرت ابراہیم ؑکا قبلہ تھا، دوسری بات یہ تھی کہ اس سے عرب کے لوگوں کو مسرت ہوتی اور ان کی اسلام میں شمولیت پوری دنیا میں اسلام کی اشاعت کا موثر ذریعہ ہوتا
9	**رسول اکرمﷺ کی یہ طبعی خواہش کسی نفسانی و حیوانی جذبہ کے تحت نہیں تھی**	
	ولا يعد هذا من الرغبة عن أمر الله تعالى إلى هوى نفسه، كلا إن هوى الأنبياء لا يعدو أمر الله تعالى وموافقة رضوانه	انبیاء کرام علیہم السلام کی خواہشات ذاتی مفادات سے پاک اللہ تعالیٰ ﷻ کی رضا کی خاطر ہوتی ہیں
10	**رسول اکرمﷺ کا دلی لگاؤ تو خانہ کعبہ کے ساتھ تھا لیکن ادب کی وجہ سے اس کا اظہار نہ فرماتے تھے**	

پیارے نبیﷺ کا قلبی لگاؤ کعبہ کی طرف تھا لیکن ادب کی وجہ سے اس کا اظہار نہ فرماتے، اللہ تعالیٰ ﷻ کو حضورﷺ کی یہ ادا نہایت پسند تھی۔ بے توجہی کی ساتھ صرف زبانی دعائیں کرنا درست نہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ ﷻ ان کے ساتھ وعدہ فرماتے ہیں اور وعدہ کے ساتھ حکم بھی فرماتے ہیں کہ کعبہ کی طرف منہ کر لو	من كمال أدبه ـ صلى الله عليه وسلم ـ أنه انتظر ولم يسأل. وهذا التوجه هو الذي يحبه الله تعالى ويهدي قلب صاحبه إلى ما يرجوه ويطلبه، لذلك قال عز وجل: (فلنولينك قبلة ترضاها) أي: فلنجعلنك متوليا قبلة تحبها وترضاها، وقرن الوعد بالأمر فقال: (فول وجهك شطر المسجد الحرام)	
استقبالِ کعبہ کا حکم صرف آپﷺ کو نہیں تھا بلکہ تمام امت کو تھا		11
یہ حکم فقط حضور اکرمﷺ کو نہیں بلکہ پوری امت اس حکم میں شریک ہے اور یہ حکم صرف کعبہ کے مضافات میں بسنے والوں کے لئے نہیں بلکہ تمام اطراف کے لوگوں کے لئے یہ حکم ہے کہ جغرافیائی علم کے ذریعہ سے کعبہ کی جہت معلوم کر کے اس کی طرف منہ پھیریں گے	ويقتضي أن يعرفوا موقع البيت الحرام وجهته حيثما كانوا ; ولذلك وضعوا علم سمت القبلة وتقويم البلدان (الجغرافية الفلكية والأرضية) . وقد عهد من أسلوب القرآن أن يكون الأمر الذي يؤمر به النبي ولا يذكر أنه خاص به أمرا له وللمؤمنين	
اہلِ کتاب کی علمی حیثیت		12
ان معترضین میں خطرناک ترین لوگ وہ ہیں جنہیں کتابی کہا جاتا ہے کیوں کہ یہ عرب میں اصحاب علم مشہور تھے، عوام ان پر اعتماد کرتے اور ان کے ظاہر حال پر ان کے دام میں آجاتے اور یہ علما پورے وثوق کے ساتھ ہر بات کتاب کی طرف منسوب کرتے	وجمهور المفسرين على أن أكثر أولئك الفاتنين كانوا من أهل الكتاب المقيمين في الحجاز. ولولا ذلك لم تكن الفتنة عظيمة ; لأن كلام المشركين في مسائل الوحي والتشريع قلما يلتفت إليه، وأما أهل الكتاب فقد كانوا معروفين بين العرب بالعلم، ومن كان كذلك فإن عامة الناس تتقبل كلامه	
اہلِ کتاب کے شبہات جہالت اور کم فہمی کی وجہ سے نہیں بلکہ ضد و عناد کی وجہ سے تھے		13
پیارے نبیﷺ دراصل اہل کتاب کے ایمان لانے کے بارے میں جس قدر حرص رکھتے، مشرکوں کے اسلام لانے میں اس قدر زیادہ رغبت نہ رکھتے لہذا اہل کتاب کے شبہات اور اعتراضات سن کر آپﷺ نہایت دکھی ہوتے۔ قبلہ کے مسئلہ کے بارے میں اہل کتاب کے اعتراضات کی بہتات دیکھ کر آپﷺ فرماتے کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ انہیں ایسے واضح دلائل بیان کئے جائیں کہ ان کے شکوک کا ازالہ ہوجائے تو اللہ تعالیٰ ﷻ اپنے پیارے نبیﷺ کو آگاہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ خوب واقف ہیں۔ ان کی فتنہ انگیزی جہالت کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ ضد ، عناد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے شبہات پیش کرتے ہیں اور ایسے ضد باز قسم کے لوگ دلائل پر یقین نہیں رکھتے	أن النبي ـ صلى الله عليه وسلم ـ كان حريصا على هداية أهل الكتاب راجيا بإيمانهم ما لا يرجوه من إيمان المشركين، فبمقدار حرصه ورجائه كان يحزنه عروض الشبه لهم في الدين ويتمنى لو أعطي من الآيات والدلائل ما يمحو كل شبهة لهم، فلما كانت فتنة تحويل القبلة بمخادعتهم الناس أخبره الله تعالى بأنهم غير مشتبهين في الحق فتزال شبهتهم، وإنما هم قوممعاندون جاحدون على علم، ثم أعلمه بأن الآيات لا تؤثر في المعاند ولا ترجع الجاحد عن غيه	
اہلِ کتاب کی ہٹ دھرمی کی نوعیت		14
اللہ تعالیٰ ان کی حالت بیان فرماتے ہیں کہ یہ ضد کے اس درجے پر ہیں کہ پورے دین کی اتباع تو کجا، یہ آپﷺ کے قبلہ کی طرف منہ کرنا بھی گوارا نہیں کرتے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اندھوں کی طرح بے دلیل راہ پر چلے جارہے ہیں ، انہیں نظر اور دلیل کی کوئی پہچان نہیں	وتالله لئن جئتهم بكل آية على نبوتك وكل حجة على صدقك ما تبعوا قبلتك فضلا عن ملتك، فلا يحزنك قولهم ولا إعراضهم ولا تحسبن الآيات والدلائل مقنعة أو صارفة لهم عن عنادهم، فهم قوم مقلدون لا نظر لهم ولا استدلال	
آپﷺ کی اہلِ کتاب کی اتباع صرف مفروضے کے طور پر بیان کی گئی ہے		15
کہاں پیارے نبیﷺ اور کہاں اہل کتاب کے خواہشات کی تابعداری؟ یہ خطاب کا ایک انوکھا اسلوب ہے کہ اگر بالفرض حضرت محمدﷺ اتنے عظیم مرتبے کے باوجود اس فعل کا ارتکاب کر لیں کہ اہل کتاب کے خواہشات کی تابعداری کر لیں تو یہ نہایت سنگین جرم ہوگا	ولئن فرض أن تتبع ما يهوونه من الصلاة إلى قبلتهم أو غير ذلك اجتهادا منك تقصد به استمالتهم إلى دينك، من بعد ما جاءك الحق اليقين بالنص المانع من الاجتهاد، والعلم الذي لا مجال معه للظن، إنك إذ تفعل هذا فرضا ـ وما أنت بفاعله ـ تكون من جماعة الظالمين	

	ليتنبه الغافل ويعلم المؤمنون أن اتباع أهواء الناس ولو لغرض صحيح هو من الظلم العظيم	گویا مطلب یہ ہوا کہ اگر ہم حق علم کے باوجود کسی کی ناحق باتوں کی اطاعت کریں گے تو ہم ظالم بن جائیں گے
16	**باطل کی اتباع کے وجوہات**	
	ويحتج على هذا بأن العامة تحسبها من الدين، فإذا أنكرها العلماء عليهم تزول ثقتهم بالدين كله لا بها خاصة... ولو شرح شارح اتباعهم لأهواء السلاطين والأمراء والوجهاء والأغنياء	امرا و رؤسا سے طمع ہوتی ہے اور اسی خاطر باطل کی حمایت کرتا ہے یا اس سے خاموشی برتتا ہے یا اسے یہ خوف لاحق ہوتی ہے کہ اگر ان باطل پرستوں کی تابعداری نہ کروں تو عوام الناس میرے مخالف ہوجائیں گے اور لوگوں کا مجھ پر اعتماد ختم ہوجائے گا اور میری عزت خطرے میں پڑجائے گی
17	**یعرفونہ کے ضمیر منصوب میں دو احتمالات کا بیان**	
	أنهم يعرفون النبي - صلى الله عليه وسلم - بما في كتبهم... وذهب بعض المفسرين إلى أن الضمير في (يعرفونه) لما ذكر من أمر القبلة	یعرفونہ کا ضمیر پیارے نبیﷺ کو بھی راجع ہوسکتا ہے اور تحویل کعبہ کو بھی
18	**تحویلِ قبلہ کے حکم میں اہلِ کتاب کے تین گروہ**	
	وقد أسند هذا الكتمان إلى فريق منهم إذ لم يكونوا كلهم كذلك ; فإن منهم من اعترف بالحق وآمن واهتدى به، ومنهم من كان يجحده عن جهل ولو علم به لجاز أن يقبله	گویا اہل کتاب کے تین گروہ ہو گئے ، ایک گروہ وہ تھا جن پر حق آشکارا ہوا تو ایمان قبول کرلیا اور ہدایت یافتہ ہوئے، دوسرا گروہ وہ تھا جو لا علمی کی وجہ سے انکار کر رہے تھے، جب ان پر حق واشگاف ہوگیا تو اس پر ایمان لے آئے اور تیسرا گروہ علم کے باوجود محض عناد کی وجہ سے حق کا انکار کرتے تھے جیسا کہ یہود کے علما
19	**قبلہ کا تعین اتنا اصولی مسئلہ نہیں جس میں تبدیلی نہ آسکے بلکہ مختلف زمانوں میں اس میں تبدیلی آچکی ہے**	
	فلم تكن جهة من الجهات قبلة في كل ملة بحيث تعد ركنا ثابتا في الدين المطلق كتوحيد الله تعالى والإيمان بالبعث والجزاء، فإبراهيم وإسماعيل كانا يوليان الكعبة، وكان بنو إسرائيل يستقبلون صخرة بيت المقدس، وترك النصارى ذلك إلى استقبال المشرق، وكان الأنبياء المتقدمون يستقبلون جهات أخرى، فإذا كان الأمر كذلك ولم تكن جهة معينة ركنا ثابتا في الأديان فأية شبهة من العقل أو من تقاليد الملل على فتنة المشاغبين في أمر القبلة، وأي وجه لما أظهروه من الشبهة والحيرة... وإذا لم تكن مسألة القبلة المعينة من أصول الدين ولا من مخه وجوهره الذي لا يتغير ; بل كانت ولا تزال من الفروع التي تختلف باختلاف حال الأمم، فالواجب فيها الاتباع المحض والتسليم لأمر الوحي، وإن لم تظهر حكمة التخصيص للناس كما هو الشأن في أمثالها من الفروع المأخوذة بالتسليم ; كعدد الركعات، وكون الركوع مرة والسجود مرتين في كل ركعة	تحویل قبلہ کے مسئلہ میں اہل کتاب کا شور شرابہ محض ہٹ دھرمی کی وجہ سے ہے کیونکہ قبلہ کوئی اصولی اور بنیادی مسئلہ نہیں بلکہ بہت سی امتوں کا اپنا الگ الگ قبلہ ہے تو اگر امت محمدیہﷺ کا اپنا الگ مستقل قبلہ ہو یا کچھ عرصہ کے لئے بیت المقدس ہو اور پھر کعبہ بن جائے تو یہ کون سی بڑی بات ہے؟ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل دونوں کعبہ کی طرف نماز پڑھتے۔ بنی اسرائیل بیت المقدس کے ایک خاص مقام صخرہ کی طرف نماز پڑھتے اور نصاریٰ مشرق کی طرف نماز پڑھتے تو گویا قبلہ کا مسئلہ تو نبی کے اتباع پر منحصر ہے اور یہ فرعی مسئلہ ہے جیسا کہ رکعات کی تعداد اور رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدوں کا ہونا کہ یہ صرف رسول اکرمﷺ کے حکم اور فرمان پر ہوسکتا ہے ، اس میں اپنی خواہش نہیں چلتی بلکہ پیغمبر اکرمﷺ کی تابعداری ضروری ہوتی ہے۔
20	**دین کا جوہر اور مغز اعمالِ صالحہ ہیں نہ کہ فروعی باتوں پر مباحثے**	

دین کا جوہر نیکیوں میں ایک دوسرے سے بازی لے جانا ہے۔ یہ نہیں کہ عمل سے عاری ہو اور لوگوں میں خود کو بڑا عالم ثابت کرنا اور بحث مباحثہ میں لگ جانا آدمی کا مشغلہ بن جائے جیسا کہ آج کل ہماری یہی عادت بن چکی ہےکہ ہم میں اکثر لوگ کتابیوں کی طرح الفاظ اور فروعی باتوں میں الجھے ہوئے ہیں اور عمل کچھ بھی نہیں۔	إن مخ الدين وجوهره هو في المسارعة إلى الخيرات... ففي الكلام مع بيان روح الدين ومقصده تعريض بأهل الكتاب الذين تركوا فضائل الدين وقصروا في عمل الخير والبر، واكتفوا من علم الدين بالجدل والمراء، واستنباط الشبه للطعن في العاملين، إذ لم يكونوا من المجادلين المشاغبين، ثم ترك المسلمون فضائل سلفهم، واتبعوا سننهم في بدعهم، وجدلهم حتى صاروا حجة على دينهم	
استقبالِ قبلہ کا حکم مکرر بیان کرنے میں نکتہ		21
دوبارہ حکم دیا گیا تا کہ واضح ہو جائے کہ یہ حکم صرف اہل مکہ کے لئے نہیں، نہ ہی صرف مقیم کے لئے ہے، اس حکم میں مخصوص زمان اور مخصوص مکان، مخصوص شہر کا کوئی دخل نہیں بلکہ ہر فرد خواہ کسی بھی حالت میں ہو، کسی بھی مکان میں ہو، وہ کعبہ کی طرف منہ کرے گا۔ دراصل یہ حکم حالت نماز میں مسجد قبلتین میں نازل ہوا تھا تو گویا اس حکم سے یہ سکھایا گیا کہ اس میں حالت اور مکان کی کوئی خصوصیت نہیں، سفر و حضر دونوں میں کعبہ کی طرف رخ کرنا ہوگا۔	أعاد الأمر في صورة أخرى ليبين أنه شريعة عامة في كل زمان ومكان لا يختص ببلاد دون أخرى ولا بحضر دون سفر. وقد كان الأمر بالتحويل نزل على النبي - صلى الله عليه وسلم - وهو في الصلاة فأعلمه بصيغة الأمر أنه ليس خاصا بتلك الصلاة ولا بذلك المكان ; بل عليه أن يفعل ذلك من حيث خرج وأين توجه	
تیسری بار استقبالِ قبلہ کے حکم کی حکمت		22
پہلے صرف رسول اکرمﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ یقین کریں کہ یہ کعبہ کبھی نہ بدلنے والا قبلہ بن گیا ہے پھر اللہ تعالیٰ ﷻ تمام امتیوں کو خطاب فرماتے ہیں... ماقبل احکام جو رسول اکرمﷺ اور پھر تمام امت کو دیئے گئے، دوبارہ اس غرض سے مکرر ذکر کئے گئے کہ اللہ تعالیٰ ﷻ اس حکم کا فائدہ ظاہر کرے	ابتدأ هذه الآية بصيغة الأمر الواردة في الآية قبلها، وقرن بها صيغة الأمر السابقة وجمع فيها بين خطاب النبي وخطاب الأمة ; ليرتب على ذلك التعليل وبيان الحكم له	
تحویلِ قبلہ کی پہلی حکمت: مخالفین کے اعتراض کا ازالہ		23
جب اہل اسلام بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تو اہل کتاب کہتے کہ چونکہ ہماری کتابوں کے مطابق آخری نبی کا قبلہ کعبہ شریف ہے اور یہ لوگ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے ہیں لہذا یہ وہ آخری پیغمبر نہیں ۔ اب جب بیت المقدس کے بجائے کعبہ شریفہ قبلہ بنایا گیا تو اہل کتاب کی دلیل ختم ہو گئی اور حق پرست اہل کتاب مسلمان ہوگئے۔ اسی طرح مشرکین یہ اعتراض کرتے کہ حضرت ابراہیم ؑکی اولاد میں تو پیغمبر دین ابراہیمی کی احیاء کے لئے تھا جن کا قبلہ کعبہ تھا، یہ محمد (ﷺ) کا بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا کیا مطلب؟ جب کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا تو ان کا شک اور اعتراض زائل ہوگیا	ووجه انتفاء حجتهم على الطعن في النبوة بتحويل القبلة عن بيت المقدس إلى الكعبة: هو أن أهل الكتاب كانوا يعرفون من كتبهم أن النبي الذي يبعث من ولد إسماعيل يكون على قبلته وهي الكعبة، فجعل بيت المقدس قبلة دائمة له حجة على أنه ليس هو النبي المبشر به، فلما كان التحويل عرفوا أنه الحق من ربهم، وأن المشركين كانوا يرون أن نبيا من ولد إبراهيم جاء لإحياء ملته لا ينبغي له أن يستقبل غير بيت ربه الذي بناه وكان يصلي هو وإسماعيل إليه، فدحضت حجة الفريقين وكبت المنافقون من ورائهم	
ظالموں کا پھر بھی اپنے اعتراض پر ڈٹ جانا		24
ضد بازوں کے اعتراضات سے کوئی چھٹکارا نہیں۔ یہودیوں نے اس کے بعد کہا کہ چونکہ کعبہ ان کا اپنا وطن ہے اسی لئے اسے قبلہ چنا، چند دن بعد ان کا دین بھی قبول کر لے گا۔ اسی طرح مشرک کہتے کہ آج ہمارا قبلہ تسلیم کر لیا ، کل کو	لكن الذين ظلموا منهم يظلون يلغطون بالاحتجاج جهلا أو عنادا للإضلال، كقول اليهود: رجع إلى قبلة قومه لإرضائهم وسيرجع إلى دينهم، وقول المشركين: رجع إلى قبلتنا وسيرجع إلى ديننا، وقول المنافقين: إنه مضطرب متردد لا يثبت على قبلة	

		ہمارا دین بھی قبول کر لے گا۔ منافق کہتے کہ پیغمبر (ﷺ) تردد کا شکار ہے، کبھی ایک جانب رخ کر لیتے ہیں تو کبھی دوسری جانب
25	**پہلے بیت المقدس اور پھر خانہ کعبہ کا قبلہ مقرر کیے جانے کی حکمت**	
	أن الكعبة كانت في أول الإسلام مشغولة بالأصنام والأوثان، وكان سلطان أهل الشرك متمكنا فيها، والأمل في انكشافه عنها بعيدا فصرفه الله أولا عن استقبال بيت مدنس بعبادة الشرك - وقد كان الله أمر إبراهيم بتطهيره للطائفين والعاكفين والركع السجود - إلى بيت المقدس قبلة اليهود الذين هم أقرب من المشركين إلى ما جاء به من التوحيد والتنزيه، ولما قرب زمن تطهير البيت الحرام من الأصنام والأوثان وعبادتها وإزالة سلطة الوثنيين عنه، جعله الله تعالى قبلةللموحدين ; ليوجه النفوس إليه فيكون ذلك مقدمة لتطهيره وإتمام النعمة بالاستيلاء عليه، والسير فيه على ملة إبراهيم من التوحيد والعبادة الصحيحة لله تعالى وحده... فكان في الآية بشارة بفتح مكة، ونصر الله التوحيد على الشرك وما يتلو ذلك من نشر الإسلام، وانتشار نوره في الأنام	بیت المقدس قبلہ کیوں بنایا گیا؟ اول میں سولہ مہینے تک بیت المقدس اس وجہ سے قبلہ بنایا گیا کہ اس وقت کعبہ بتوں سے بھرا پڑا تھا اور کافروں کو غلبہ حاصل تھا اور مسلمان اس کی تطہیر کی قدرت نہ رکھتے تھے تو اللہ تعالیٰ ﷻ نے ایسے آلائش زدہ کعبہ کی طرف رخ کرنے کے بجائے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ پھر جب کعبہ کی طہارت کا وقت قریب آیا اور کافروں سے اس کا چھین لینا ممکن ہوگیا تو مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ تم اب کعبہ کی طرف منہ کر لو اور اتنی توجہ کر لو کہ کعبہ کو بتوں سے خلاصی دے دو اور مکہ پر غلبہ حاصل کر لو اور اپنے دادا ابراہیم ؑکی ملت کی احیاء کر لو۔ یہ گویا فتح مکہ کے لئے پیشگی خبر ہے اور توحید کے شرک پر غالب آنے کی علامت ہے
26	**بعثتِ نبویﷺ عرب پر نعمت کی تکمیل تھی**	
	(كما أرسلنا فيكم رسولا منكم) أي: يتم نعمته عليكم باستيلائكم على بيته الذيجعله قبلة لكم، وتطهيركم إياه من عبادة الأصنام والأوثان، وهو البيت الذي في قلب بلادكم، وموضع شرفكم وفخركم، كما أتمها عليكم بإرساله رسولا منكم، فالقبلة في بلادكم، والرسول من أمتكم، والخطاب للعرب كما هو ظاهر	اللہ تعالیٰ ﷻ عرب پر اپنی نعمت کی تکمیل کا ذکر کرتے ہیں کہ تم غور کرو، میں نے تمہیں بیت اللہ پر غالب کردیا اور غلبہ سے پہلے اس بیت اللہ کو تمہارے لئے قبلہ مقرر کردیا اور پھر تم نے اس کعبہ کو بتوں سے پاک کردیا اور تمہیں قدرت دی کہ بت پرستوں کو نکال باہر کردو ، یہ بیت اللہ عربستان کا دل ہے، اسی کی وجہ سے تم شریف سمجھے جاتے ہو اور اسی طرح میں نے تم میں سے ایک عربی رسول بھیجا اور اس رسول کی صفات ایسی ہیں کہ یہ انسانیت کی تکمیل کرے گا
27	**رسولِ اکرمﷺ کی پہلی ذمہ داری : تلاوتِ آیات**	
	(يتلو عليكم آياتنا)الدالة على أن ما جاء به من التوحيد والهداية هو الحق من عند الله...	پہلے اللہ تعالیٰ ﷻ کی آیات لوگوں کو پڑھ کر سنائے گا اور اس میں مثلاً عظمت الٰہی بیان کرے گا اور اس میں یہ ذکر کرے گاکہ ہدایت اللہ تعالیٰ ﷻ کے اختیار میں ہے
28	**رسولِ اکرمﷺ کی دوسری ذمہ داری : تزکیۂ اخلاق**	
	ويليها تهذيب الأخلاق ; ولذلك قال: (ويزكيكم) أي: يطهر نفوسكم من الأخلاق السافلة، والرذائل الممقوتة، ويخلقها بالأخلاق الحميدة بما لكم فيه من حسن الأسوة لا بالقهر والسطوة	اسی طرح دلائل اور دین کے بنیادی اصول بیان کرنے کے بعد ان کے اخلاق پر توجہ دے گا۔ گھٹیا پن اور کمینہ پن والے اخلاق کو پس پشت ڈالنا اور قابل مدح اوصاف پیدا کرانا ان کا دوسرا وظیفہ ہوگا
29	**عرب کے چند گھناؤنے افعال اوراسلام کی آمد سے ان کی اصلاح**	
	فقد كانوا يئدون بناتهم - يدفنونهن حيات - ويقتلون أولادهم للتخلص من النفقة عليهم وذلك نهاية القسوة والشح، وكانوا يسفكون الدماء فيما بينهم لأهون سبب يثير حميتهم الجاهلية ; لما اعتادوه من البغي في الثارات ومن شن الغارات ونهب بعضهم بعضا، وكان عندهم من التسفل أن أحدهم يتزوج زوج أبيه أو يعضلها حتى تفتدي منه، إلى غير ذلك. وقد زكاهم النبي - صلى الله عليه وسلم - من ذلك كله باقتدائهم بأخلاقه العظيمة في عباداته الكاملة وآدابه العالية، وجمعهم بعد تلك الفرقة، وألف الله بينهم على يديه حتى صاروا كرجل واحد، وجعلت شريعته ذمتهم واحدة يسعى بها أدناهم، فإذا أعطى مولى أو رقيق لهم أمانا لأي إنسان محارب كان ذلك كتأمين أمير المؤمنين له، فأي تزكية أعلى من هذه التزكية؟	عرب اسلام سے پہلے بہت سے گھناؤنے اعمال کا شکار تھے مثلاً بیٹیوں کو زندہ در گور کرنا ، افلاس کے اندیشے سے اولاد قتل کر ڈالتے، باہمی تنازعات نسل در نسل جاری رہتیں ، ایک دوسرے کا مال چھیننا ان کے لئے معمولی سی بات تھی، اپنی سوتیلی ماؤں یعنی باپ کے منکوحات سے نکاح کرنا ان کا معمول تھا۔ اس کے برعکس آپﷺ کی تعلیمات میں اعلیٰ صفات و اخلاق کی ترغیب تھی۔ ان کی دشمنی دوستی میں بدل گئی اور یہ ایک جسم کی مانند متحد ہوگئے ۔ اگر جنگ میں ایک غلام بھی کسی کو امان دے دیتا تو وہ امیر المومنین کے امان کے مساوی سمجھا جاتا ہے
30	**اشاعتِ اسلام میں اخلاقِ حسنہ کا کردار**	
	إنهم بزكاة أنفسهم هذه فتحوا العالم وكانوا أئمة أمم المدنية التي كانت تحتقر جنسهم كله، فإن الأعاجم إنما عرفوا فضل الإسلام بعدلهم وفضلهم في فتوحهم، وما فهموا القرآن إلا بعد إسلامهم وتعلمهم العربية.	اور یہ اسی پاکیزگی کا ثمرہ تھا کہ انہوں نے پوری دنیا کو حاصل کر لیا اور لوگوں کے امام بن گئے۔ عجم کو اسلام کی پہلی اور بڑی وصف یہی بھا گئی کہ یہ انصاف کرتے اور جنگ میں بھی حسن اخلاق کا مظاہرہ کرتے، قرآن کریم کی معرفت اور اس کے ساتھ وابستگی تو ان کو ایمان لانے کے

بعد ہوجاتی اور جب عربی سیکھ لیتے تو ایک عرصہ دراز کے بعد قرآن کریم سمجھ لیتے۔		
رسولِ اکرم ﷺ کی تیسری ذمہ داری :کتاب و حکمت کی تعلیم		31
سوم یہ کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے لوگوں کو قرآن کریم اور حکمت کا عالم بنایا۔ قرآن کریم میں توحید اور اصولی احکام کا بیان ہے لیکن اس میں سلاطین و رعایا کا ذکر نہیں ، اسی طرح اس میں مرد اور اس کے اہل و عیال کے عائلی زندگی کے باریک جزئیات و مسائل کا ذکر نہیں، اسی طرح قرآن کریم میں قاضی اور قضا کے مسائل ، جنگ و آشتی کی تفصیلی بحث نہیں ملتی، یہ مسائل رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ سے معلوم ہوں گی۔ اصول و قواعد قرآن کریم میں ہیں اور ان کی تفصیل اور جزئیات سنت نبویہ ﷺ میں ملتی ہیں ۔ رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں جنگ ، صلح ، اسفار ، ضعف و غلبہ وغیرہ تمام حالات آ چکے ہیں ، ان حالات میں رسول اکرم ﷺ نے جو عمل کیا ، وہی قرآن کا بیان ہے اور اسی میں قرآن کریم کے احکام کا راز ہے ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ عرب قوم محض زبانی تقریری وعظ سے اپنی حد درجہ جہالت و عداوت سے کس طرح باز آسکتی تھی؟ یہ محبت و الفت ، اتحاد و اتفاق ، اخوت و بھائی چارہ اور علم حکمت اور سنت نبویہ ﷺ سے حاصل ہو چکی ہے۔ سنت نے ان لوگوں کی رہنمائی کی کہ قرآن کریم سے کس طرح ہدایت حاصل ہو سکتی ہے اور ہر قسم کے حالات میں عدل کس طرح قائم رہ سکتا ہے	دعا القرآن إلى التوحيد وأمهات الفضائل وبين أصول الأحكام، ولكنه لم يفصل سيرة الملوك والرؤساء مع السوقة والمرءوسين، ولم يفصل سيرة الرجل مع أهل بيته في الجزئيات وهو ما يسمونه نظام البيوت - العائلات - ولم يفصل طرق الأحكام القضائية والمدنية والحربية، وذلك أن هذه الأمور ينبغي أن تؤخذ بالأسوة والعمل بعد معرفة القواعد العامة التي جاءت في الكتاب، ولذلك كانت السنة هي المبينة لذلك بالتفصيل بسيرة النبي - صلى الله عليه وسلم - في بيوته ومع أصحابه في السلم والحرب والسفر والإقامة، وفي حال الضعف والقوة والقلة والكثرة ; فالسنة العملية المتواترة هي المبينة للقرآن بتفصيل مجمله وبيان مبهمه، وإظهار ما في أحكامه من الأسرار والمنافع ; ولهذا أطلق عليها لفظ الحكمة فإنها كانت كالحكمة - بالتحريك - لتأديب الفرس، ولولا هذه التربية بالعمل لما كان الإرشاد القولي كافيا في انتقال الأمة العربية من طور الشتات والفرقة والعداء والجهل والأمية إلى الائتلاف والاتحاد والتآخي والعلم وسياسة الأمم، فالسنة هي التي علمتهم كيف يهتدون بالقرآن، ومرنتهم على العدل والاعتدال في جميع الأحوال	
مسلمانوں کی دینی احکام کی حکمتوں سے ناواقفیت کا المیہ اور قرنِ اول کی دینی واقفیت		32
آج ہم لوگ حلال و حرام سے خوب واقف ہیں ، نیکی و بدی ہم پر عیاں ہو چکی ہے لیکن ہم اس علم پر عمل نہیں کرتے ، اس علم سے کوئی فائدہ نہیں ۔ ہم لوگ حکم کی پہچان رکھتے ہیں لیکن حکمت سے نا آشنا ہیں اور رسول اکرم ﷺ کی سنت اور کردار سے بخوبی آگاہی نہیں رکھتے لہٰذا ہمیں علم نہیں ہوتا کہ اس چیز کی حرمت کی حکمت کیا ہے؟ ہمارا فہم اس میں پوشیدہ حقیقت کا ادراک نہیں رکھتا۔ ہم بعض واجبات و مستحبات کا اہتمام تو کرتے ہیں لیکن ہم ان کے عمومی و خصوصی فوائد سے روشناس نہیں ہوتے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے روبرو عملی تربیت کرنے والوں کا فقدان ہے۔ صحابہ کرام ؓ رسول اکرم ﷺ کے عمل کا عینی مشاہدہ کرکے علم کے نور سے منور ہوجاتے۔ رسول اکرم ﷺ کاروبار کرتے ، صحابہ ان کو دیکھتے اور اس وجہ سے ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرتے، حرام سے قطعاً پرہیز کرتے اور اسے زہر سمجھتے۔ صحابہ کرام ؓ دین کی روح اور حقیقت سے آگاہی کی وجہ سے علم و حکمت اور عدل و شرافت کے پیکر تھے۔ اگر قرآن کی تھوڑی سے سمجھ رکھنے والا بھی ایک بڑی مملکت کا والی بن جاتا تو ایسے انصاف سے پیش آتا کہ لوگ ششدر رہ جاتے۔	كلنا يعرف الحلال والحرام والفضيلة والرذيلة، وقلما ترى أحدا عاملا بعلمه، وإنما السبب في ذلك أن الأكثرين يعرفون الحكم يرون حكمته، ودون الأسوة الحسنة في العمل به، فهم لا يفقهون لم كان هذا حراما؟ ولا تنفذ أفهامهم في أعماق الحكم فتصل إلى فقهه وسره، فتعلم علما تفصيليا ما وراء المحرم من الضرر لمرتكبه وللناس، وما وراء الواجبات والمندوبات من المنافع العامة والخاصة. ولو علموا ذلك وفقهوه بالتربية عليه وملاحظة آثاره والاقتداء بالمعلمين والمربين في العمل به - كما أخذ الصحابة عن الرسول - صلى الله عليه وسلم - لخرجوا من ظلمة الإجمال والإبهام في المعرفة إلى نور التجلي والتفصيل، حتى تكون الجزئيات مشرقة واضحة، ولكان هذا العلم معينا لهم على إحلال الحلال بالعمل، وتحريم الحرام بالترك، فقد وقف النبي - صلى الله عليه وسلم - أصحابه (رضي الله عنهم) على فقه الدين ونفذ بهم إلى سره، فكانوا حكماء علماء، عدولا نجباء، حتى أن كان أحدهم ليحكم المملكة العظيمة فيقيم فيها العدل ويحسن السياسة وهو لم يحفظ من القرآن إلا بعضه، ولكنه فقهه حق فقهه	
تلاوتِ آیات، تزکیۂ اخلاق اور تعلیمِ کتاب و حکمت میں ترتیب		33

	وهذا المعنى - فقه الدين ومعرفة أسرار الأحكام - غير التزكية... وذلك أن أول شيء فعله النبي - صلى الله عليه وسلم - هو أن دعا الناس إلى الإيمان بما تلا عليهم من آيات الله تعالى ودلائل توحيده، وإلى الاعتقاد بإعادة الناس ليوم لا ريب فيه يحاسب الله فيه كل نفس ويجزيها بعملها وصفاتها، فأجاب الناس دعوته بالتدريج، وكل من آمن له كان يقتدي به في أخلاقه وأعماله، ولم تكن هنالك أحكام ولا شرائع، ثم شرعت الأحكام بالتدريج، فالتزكية بالتأسي به - عليه الصلاة والسلام - كانت متأخرة عن إقامة الآيات والدلائل على أصول الإيمان، ومقدمة على تلقي الشرائع والتفقه في الأحكام	اخلاق حسنہ اور فہم دین، پہلے کو تزکیہ اور دوسرے کو حکمت کہتے ہیں، الگ الگ امور ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کی تعلیم و تربیت ملاحظہ ہو، پہلے پہل لوگوں کو قرآن کریم کی آیات سنا کر ایمان کی دعوت دیتے ہیں ، انہیں حساب و کتاب اور جزا و سزا سے خبردار کرتے ہیں، جب لوگ یہ قبول کر لیتے ہیں تو پھر رسول اکرم ﷺ کے اخلاق و افعال میں غور کر کے ان کی تابعداری شروع کردیتے ہیں۔ تیسرے مرحلے میں احکام کی بجا آوری شروع ہوجاتی ہے لہذا تزکیہ یعنی مکارم اخلاق تلاوت سے موخر اور اسرار شریعت کی معرفت سے مقدم ہے۔
34	**یعلمکم ما لم تکونوا تعلمون کی تفسیر**	
	كأخبار عالم الغيب وسيرة الأنبياء، وأحوال الأمم التي كانت مجهولة عندكم، وكثير منها كان مجهولا عند أهل الكتاب أيضا ; فإنه - صلى الله عليه وسلم - صحح أغلاطهم، وبين سقاطهم... قال الأستاذ الإمام: ويصح أن يراد ما لم تكونوا تعلمون من شئون أنفسكم، والسنن الإلهية الحاكمة فيكم، وقد بلغوا بتعليمه وإرشاده - صلى الله عليه وسلم - مبلغا فاقوا فيه سائر الأمم، فالتعليم ليس محصورا في الكتاب بل هناك زيادة أعد الله تعالى نبيه لتبيينها	آخر میں چوتھا کام آنجناب ﷺ کا یہ تھا کہ لوگوں کو ان کاموں کی خبر دیتے جن سے وہ بے خبر تھے۔ پیارے نبی ﷺ انہیں عالم غیب کی خبریں سناتے ، انبیاء کرامؑ کی عادات سے انہیں مزین کراتے ، امم ماضیہ کے احوال بیان فرماتے ، ان کے بد اعمالیوں سے آگاہی پھیلاتے، یہ لوگ تو اپنے آپ سے بھی بے خبر تھے، آنحضرت ﷺ نے انہیں اپنی حقیقت سے واقفیت دی اور انہیں ایسی تعلیمات دیں کہ وہ تمام امتوں سے فائق ہوگئے ، یہ باتیں قرآن کریم میں نہ تھیں ، بلکہ یہ پیغمبر اکرم ﷺ کا غیبی بیان تھا جو ان کو عطیہ الٰہی تھا
35	**فاذکرونی اذکرکم کی تفسیر**	
	(فاذكروني) في قلوبكم بما شرعت من أمر القبلة للفوائد الثلاث التي تقدم شرحها، وبما أتممت عليكم من النعمة بإرسال رسول منكم يعلمكم ويزكيكم، وبكل ما أنعمت عليكم من ثمرات ذلك، ولا تنسوا أنني أنا المتفضل بإفاضة هذه النعم عليكم	اللہ تعالیٰ ﷻ نے پہلے ان احسانات کا بیان کیا کہ کعبہ کے قبلہ مقرر کئے جانے کے تین فوائد ہو گئے اور تم ہی میں سے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا گیا اور وہ تمہاری خواندگی اور اوصاف حمیدہ کا سبب بنا تو تم یہ احسان فراموش نہ کرو، اس کا تذکرہ کرتے رہو گے تو میں یہ انعامات قائم رکھوں گا اور تمہیں فتح یابی اور غلبہ سے نوازدوں گا۔ یہ ذکر احکام الہی کی اطاعت میں ہے کہ خوب شوق کے ساتھ ہر وقت اور ہر جگہ اس کی پیروی کرو۔
36	**ایک حدیثِ قدسی اور اس کی تفسیر**	
	ففي الصحيحين عن أبي هريرة قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: ((يقول الله عز وجل: أنا عند ظن عبدي بي وأنا معه، إذا ذكرني في نفسه ذكرته في نفسي، وإذا ذكرني في ملأ ذكرته في ملأ خير منه، وإن تقرب إلي شبرا تقربت إليه ذراعا)) إلى آخر الحديث. وقال الأستاذ الإمام: هذه الكلمة من الله تعالى كبيرة	حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں، اگر وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں، اگر وہ مجھے مجلس میں یاد کرے تو میں اسے (ملائکہ والی) بہتر مجلس میں یاد کرتا

	جدا كأنه يقول: إنني أعاملكم بما تعاملونني به، وهو الرب ونحن العبيد، وهو الغني عنا ونحن الفقراء إليه ; أي: وهذه أفضل تربية من الله تعالى لعباده: إذا ذكروه ذكرهم بإدامة النعمة والفضل، وإذا نسوه نسيهم وعاقبهم بمقتضى العدل	ہوں اور اگر وہ ایک بالشت بھر میرے قریب آجائے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں ۔ کس قدر شفقت سے لبریز اعلان ہے، حدیث قدسی ہے، گویا رسول اکرمﷺ غیبی علم کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ میں بندہ کے گمان کے برابر ہوں ، کتنا بڑا احسان ہے ، وہ رب ہے اور ہم اس کے بندے اور ہمارا رب ہم سے مساوات کا معاملہ فرمارہے ہیں ، اللہ تعالیٰ ﷻ غنی ہے اور ہم فقیر، اس میں اللہ تعالیٰ ﷻ ہماری تربیت فرماتے ہیں کہ اگر تم مجھے یاد کرو تو یہ یاد فضول نہیں بلکہ میری طرف سے فضل اور نعمت ہوگی ، اس سے ضمناً یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا تو اللہ تعالیٰ بھی اسے بھلا دیں گے اور بنا بر انصاف اسے سزا دیں گے۔

نتائجِ مضمون

- تفسیر حبیبی اور تفسیر المنار کے پارہ دوم کے پہلے دو رکوعات کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دونوں تفاسیر میں متعدد مقامات پر تفسیری موافقات پائی جاتی ہیں۔
- دونوں مفسرین نے قرآن کریم کی آیات کے مفہوم و مدعا کی تعیین میں متعدد مقامات پر یکساں یا قریب المعنی مؤقف اختیار کیا ہے۔
- دونوں تفاسیر میں قرآنی الفاظ اور تراکیب کی توضیح کے حوالے سے بھی نمایاں موافقات موجود ہیں، جس سے ان کے لغوی و تفسیری فہم میں قربت کا اظہار ہوتا ہے۔
- زیرِ مطالعہ آیات کی تفسیر میں دونوں مفسرین نے سیاق و سباق کو اہمیت دی ہے اور آیات کے باہمی ربط سے مفہوم کے تعین میں استفادہ کیا ہے۔
- دونوں تفاسیر میں آیات کے احکام اور ان سے متعلق شرعی و فقہی مسائل کی توضیح میں متعدد مقامات پر موافقت پائی جاتی ہے۔
- دونوں مفسرین نے قرآنی تعلیمات کے اخلاقی اور اصلاحی پہلوؤں کو نمایاں کیا ہے اور آیات کے عملی تقاضوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔
- دونوں مفسرین نے آیات کے اجتماعی اور معاشرتی پہلوؤں سے بھی استفادہ کیا ہے اور قرآن کریم کی ہدایات کو انسانی معاشرے کی اصلاح سے مربوط کیا ہے۔
- دونوں تفاسیر کے مابین پائی جانے والی موافقات سے واضح ہوتا ہے کہ مختلف علمی و فکری ماحول سے تعلق رکھنے کے باوجود دونوں مفسرین کے ہاں قرآن فہمی کے بعض بنیادی اصولوں اور نتائج میں نمایاں اشتراک موجود ہے۔
- اس مطالعے سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ تفسیر حبیبی اور تفسیر المنار کا تقابلی مطالعہ قرآنی تفسیر کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے کے لیے مفید ہے، اور ان کے مابین موجود موافقات مزید وسیع سطح پر تحقیق کے لیے ایک قابلِ قدر موضوع فراہم کرتی ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

---

[i] مقدمہ تفسیرِ حبیبی

[ii] کوتر پان تحصیلِ رستم ، ضلع مردان، صوبہ خیبر پختون خوا کی ایک بستی کا نام ہے، بخشالی سے چارگلی جاتے ہوئے درمیان میں یہ بستی آتی ہے، علاقہ نہ تو زیادہ پسماندہ ہے اور نہ ہی زیادہ ترقی یافتہ، عام لوگ عصری تعلیم یافتہ ہیں اور زراعت، ملازمت یا تجارت سے وابستہ ہیں

[iii] یہ تفصیل مفسر صاحب کے پوتے محمد اسرار(ہائی سکول میں تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں) اور دو پڑپوتوں مولانا نفیس الحسن اور مولانا صہیب الحسن (مدرسین جامعہ بیت السلام، تلہ گنگ) سے حاصل ہوئی۔ مفسر کے تفصیلی حالات کے لیے دیکھیے : [سلمان حنیف، سوانحِ کوتر پان مولانا (مردان : دار القرآن والسنۃ ، ہوسئی، شہباز گڑھی، اشاعتِ اول : سنہ1439ھ = سنہ2018ء)]